’’دریائے لطافت‘‘-اُردو کی اولین کتابِ صرف ونحو (بزبان فارسی)

ڈاکٹر شازیہ عنبرین*

Abstract:

Darya-e-Latafat by Insha Ullah khan was written on the directive or demand of Nawab Saadat Ali Khan in Persian in 1807. Darya-e-Latafat has two parts.The first part deals with Urdu grammar where as the second part contains logic, prosody and qawafi. Molvi Abdul Haq edited and published this book in 1916 under the auspice of Anjuman Tarqi-e-Urdu Orang Abad. The Second edition of this book published in 1935 from Anjuman Tarqi-e-Urdu, Pakistan. Darya-e-Latafat is deemd to be the first Urdu grammar in Persian language which was written by an Indian Scholar.

’دریائے لطافت‘ سید انشاء اللہ خاں انشاء (۱۷۵۲ء-۱۸۱۷ء)[۱] کی لکھی ہوئی اُردو کی پہلی جامع اور مستند صرف ونحو کی کتاب ہے، جسے انہوں نے ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء میں مکمل کیا، مولوی عبدالحق نے پہلی بار اس کتاب کو ۱۹۱۶ء میں الناظر پریس، لکھنؤ سے سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اُردو نمبر ۱۴ کے تحت سترہ (۱۷) صفحات پر مشتمل مقدمے کے ساتھ شائع کیا۔ مولوی عبدالحق نے مقدمے میں ’دریائے لطافت‘ کا سال تصنیف ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۶ء لکھا ہے (ص ع) جب کہ ’دریائے لطافت‘ کے دوسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۳۵ء (انجمن ترقی اردو، پاکستان) میں مترجم، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی نے ’دریائے لطافت‘ کا سنہ تصنیف انیسویں صدی عیسوی کا آٹھواں برس قرار دیا ہے۔ (مترجم کا دیباچہ، ص ص) دوسرے ایڈیشن میں مولوی عبدالحق کا پہلے ایڈیشن کے لیے لکھا ہوا مقدمہ بھی شامل ہے۔ وسرے ایڈیشن کے لیے مولوی عبدالحق نے ’’دیباچۂ مرتب برطبع ثانی‘‘ کے عنوان سے تین صفحات پر مشتمل نیا مقدمہ بھی لکھا جس میں انہوں نے ’دریائے لطافت‘ کو ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء کی تصنیف قرار دیا (ص د)۔ ڈاکٹر عابد پیشاوری نے ’دریائے لطافت‘ کا سال تکمیل ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء قرار دیا ہے۔ (انشاء اللہ خاں انشاء، ص ۵۵۵)۔ ڈاکٹر تقی عابدی کے مطابق: ’’دریائے لطافت کو انشاء نے ۱۲۲۰ھ میں نواب سعادت علی خاں کی ایماء پر لکھنا شروع کیا اور دو سال میں یعنی ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء میں اس کو تکمیل کیا۔‘‘ (انشاء اللہ خاں انشاء، حیات، شخص اور فن، ص ۷۷)۔

مولوی عبدالحق کی تحقیق کے مطابق ’دریائے لطافت‘ کسی ہندوستانی کی لکھی ہوئی پہلی ’’اُردو قواعد‘‘ ہے۔ اگرچہ کتاب کی زبان فارسی ہے لیکن اس میں نظم ونثر کی تمام مثالیں اُردو میں ہیں۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں کے نزدیک

* استاد شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

اُردو کی پہلی قواعد ۱۸۴۰ء میں سرسید احمد خان نے ''قواعد صرف ونحو اُردو' کے نام سے لکھی۔ (اُردو میں لسانیاتی تحقیق، مرتبہ عبدالستار دلوی، پیش لفظ، ڈاکٹر مسعود حسین خاں، ص ب مطبوعہ ۱۹۷۱ء) چونکہ 'دریائے لطافت' فارسی زبان میں لکھی گئی تھی اس لیے مسعود حسین خان کو اسے اُردو کی پہلی قواعد ماننے میں تامل ہے۔ مولانا امتیاز علی عرشی نے بھی 'دستور الفصاحت' کے مقدمے میں 'دریائے لطافت' کو ہندوستانیوں کی سب سے پہلی قواعد اُردو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کے نزدیک 'دستور الفصاحت' کی تالیف کا کام 'دریائے لطافت' سے قبل ہی شروع کر دیا گیا تھا اور غالباً اس سے قبل ہی انجام بھی پا گیا تھا مگر انشاء کی خوش بختی کہ اس کی کتاب تمام ہو کر ملک بھر میں پھیل گئی اور یکتا کی بدقسمتی کہ اولاً تو برسوں کے بعد مسودہ صاف کرنے کی مہلت ملی۔ ثانیاً مسودہ صاف ہو کر بھی ۱۹۳۹ء تک گوشہ گمنامی سے باہر نہ آ سکا۔ (دستور الفصاحت، تمہید، ص ۳) امتیاز علی عرشی کا یہ بیان کہ 'دستور الفصاحت' کی تالیف 'دریائے لطافت' سے قبل شروع ہوئی اور پہلے ہی انجام کو پہنچی حقائق سے بے حد دُور ہے۔ سید احد علی یکتا لکھنوی نے ۱۲۳۲ھ میں 'دستور الفصاحت' لکھنے کا آغاز کیا جو وقفے وقفے سے التوا میں پڑنے کے بعد ۱۲۴۹ھ میں مکمل ہوئی۔

'دریائے لطافت' انشاء اللہ خان نے نواب سعادت علی خاں[۲] کی فرمائش پر لکھی تاکہ عربی اور فارسی زبان کی طرح اُردو کی قواعد بھی مرتب ہو جائے جس سے نہ صرف معاصرین بلکہ آنے والی نسلیں بھی استفادہ کر سکیں چونکہ یہ ایک بڑا علمی کام تھا (ان دنوں انشاء 'لطائف السعادت' بھی مرتب کر رہے تھے) اس لیے انشاء نے مرزا قتیل کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا تاکہ اس ذمہ داری سے جلد از جلد اور احسن طریقے سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

'دریائے لطافت' دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ اُردو صرف ونحو پر ہے جسے انشاء نے خود تحریر کیا ہے اور ایسے دلچسپ اور شگفتہ انداز میں تخلیق کیا ہے کہ قواعد جیسے خشک موضوع میں ناول اور افسانے جیسی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے یہی وجہ ہے کہ علی عباس حسینی نے 'اُردو ناول کی تاریخ وتنقید' میں اسے ناول کے پہلو میں جگہ دی ہے جب کہ 'دریائے لطافت' کے اُسلوب کی اس خوبی کی بدولت ڈاکٹر عابد پیشاوری نے انشاء کو مولوی محمد حسین آزاد پر فوقیت دی ہے۔ ان کے نزدیک:

> ''تخیل کی زرخیزی اور اُپج کا ثبوت دیتے ہوئے بھی ان کی کتاب محض تخیل نہیں ہے، انشاء نے تحقیق کو تخیل پر قربان نہیں کیا۔ اس کے علاوہ ان کا موضوع مولانا آزاد کی نسبت زیادہ خشک اور بے رنگ تھا۔''[۳]

'دریائے لطافت' کی ابواب بندی بھی انشاء نے منفرد انداز میں کی ہے۔ مقدمے کے بعد ایک صدف جس

میں پانچ 'دُردانے' یا موتی ہیں۔'دریا' کی مناسبت سے 'جزیرے' ہیں اور ہر جزیرے میں انشاء نے مختلف شہر بسائے ہیں۔انشاء نے نواب سعادت علی خاں کے اوصاف کی رعایت سے حروف تہجی کے لیے بھی نئے نام تجویز کیے ہیں یعنی ہر حرف سے نواب سعادت علی خاں کی ایک صفت تراشی ہے اور پھر اس حرف کو اس صفت سے موسوم کر دیا ہے۔ مثلاً 'الف' کو اقبال، 'ب' کو بخشش، 'پ' کو پاکی طنیت، 'ت' کو ترحم، 'خ' کو خداترسی وغیرہ۔

'دریائے لطافت' کا دوسرا حصہ مرزا محمد حسن قتیل (۱۲۳۳ھ۔۱۸۱۸ء) کی تصنیف ہے۔ یہ حصہ منطق، عروض، قوافی اور معانی و بیان پر مشتمل ہے۔'دریائے لطافت' کی تدوین کرتے ہوئے مولوی عبدالحق نے موضوع کی مناسبت سے عروض اور قوافی کا بیان حذف کر دیا جب کہ علم بیان و معانی اور علم بدیع شامل کتاب ہیں۔مقدمے میں مولوی صاحب لکھتے ہیں:

''میں نے منطق اور عروض و قوافی کا بیان کتاب سے ترک کر دیا ہے کہ وہ کچھ مفید نہیں تھا۔البتہ بیان و معانی کا بیان بطور نمونہ کے رہنے دیا ہے۔''[۴]

عبدالرؤف عروج نے ۱۹۶۲ء میں مولوی عبدالحق کی مرتبہ 'دریائے لطافت' کا اُردو میں ترجمہ کیا لیکن مرزا قتیل کا لکھا ہوا تمام متن 'دریائے لطافت' سے خارج کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک:

''قتیل نے جو کچھ لکھا ہے اس کی حیثیت، بے مقصد اور بڑی حد تک اضافی تھی اس لیے میں نے صرف انشاء کے لکھے ہوئے حصوں ہی کا ترجمہ کیا ہے، سچ تو یہی ہے کہ یہی حصے اہم اور کارآمد ہیں۔''[۵]

'دریائے لطافت' میں قتیل کی شمولیت دراصل انشاء کی دوست نواز فطرت کا نتیجہ تھی اگرچہ قتیل عروض پر خاص دسترس رکھتے تھے لیکن اس علم میں انشاء بھی کچھ کم نہیں تھے لیکن قتیل کو وہ دوست ہی نہیں بھائی بھی سمجھتے تھے۔ اس لیے 'دریائے لطافت' جس کو وہ شہرتِ دوام کا موجب جانتے تھے، اس میں قتیل کو بھی حصہ دار بنا لیا لیکن قتیل اس شمولیت کا حق ادا نہیں کر سکے۔اگرچہ قتیل نے انشاء کی طرح اپنی تحریر کو دلچسپ اور شگفتہ بنانے کی شعوری کوشش کی اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر فحش الفاظ اور مثالیں پیش کیں لیکن ان کی تحریر میں برجستگی اور فطری شگفتگی ناپید ہے۔ ڈاکٹر عابد پیشاوری لکھتے ہیں:

''ہر لحاظ سے کتاب کی جان پہلا ہی حصہ ہے جو تمام و کمال انشاء کے قلم سے نکلا ہے۔قتیل کا شمول محض جذبہ دوست نوازی کی تسکین کے لیے تھا۔اسی حد تک

محدود بھی رہا کیونکہ آخری حصے کی تحریر سے نہ تو قتیل کے فضل و کمال ہی میں اضافہ ہوا ہے اور نہ ہی قواعد زبان میں۔''[۶]

انشاء کے جذبہ دوست نوازی کی تسکین صرف قتیل تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ دہلی کی خواتین کے روزمرہ محاورے کے بیان میں سعادت یار خاں رنگین بھی حصہ دار بنے۔ انشاء عورتوں کی مصطلحات سے ناواقف نہیں تھے یہ محض رنگین کو شریک تصنیف کرنے کا بہانہ تھا۔ ورنہ انشاء نے رنگین کے مرتب کیے ہوئے محاوروں پر خود بھی خاصا اضافہ کیا اور رنگین کی ریختی کے علاوہ پردہ نشین بیگمات اور زنان بازاری ہر دو کے محاورے 'دریائے لطافت' میں یک جا کر دیئے۔

''دریائے لطافت' عربی اور فارسی کی تقلید میں لکھی گئی روایتی طرز کی قواعد نہیں ہے بلکہ اس کا شمار جدید لسانیات کی اولین کتابوں میں کیا جا سکتا ہے۔ 'دریائے لطافت' کی سب سے بڑی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں پہلی بار اُردو صوتیات سے بحث کی گئی ہے۔ جدید لسانیات میں یہ اصول تسلیم کیا جا چکا ہے کہ زبان کی بنیاد تحریر نہیں تقریر ہے۔ لسانیات کا یہ بنیادی اصول انشاء نے ۱۸۰۷ء میں بیان کر دیا تھا اسی اصول کے تحت انشاء نے اُردو حروف تہجی (اصوات) کی تعداد پچاسی (۸۵) قرار دی ہے۔''[۷]

مولوی عبدالحق نے 'دریائے لطافت' کی ترتیب و تدوین ۱۸۴۹ء میں مرشد آباد سے شائع ہونے والے نسخے کی مدد سے کی۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا قلمی یا مطبوعہ نسخہ انہیں دستیاب نہیں ہوا۔ مرشد آباد سے شائع ہونے والے نسخے کی تصحیح و ترتیب 'مولوی احمد علی گوپاموی' نے کی تھی۔ اس کی اشاعت مولوی مسیح الدین خان بہادر کاکوروی نے اپنے مطبع آفتاب عالم تاب مرشد آباد سے کی۔ مولوی عبدالحق نے مقدمے میں مولوی مسیح الدین خان بہادر اور ان کے فارسی نستعلیق ٹائپ مطبع کا مختصر تعارف بھی کرایا ہے اور قدیم متون کی اشاعت کے حوالے سے ان کی خدمات کی تعریف بھی کی ہے:

''مولوی صاحب مرحوم کے ذوق صحیح کی داد دینی پڑتی ہے کہ انھوں نے اس زمانے میں مختلف قلمی نسخے فراہم کر کے کتاب کی تصحیح کی اور صرف کثیر سے اس کی طبع کا اہتمام کیا۔''[۸]

انشاء نے 'دریائے لطافت' فارسی میں لکھی تھی۔مولوی مسیح الدین خان بہادر نے بھی اسے فارسی میں ہی طبع کرایا۔۱۹۱۶ء میں مولوی صاحب نے بھی 'دریائے لطافت' کا فارسی متن ہی شائع کیا۔البتہ اس کی تصحیح وترتیب کرتے ہوئے متن میں موجود فحش کلمات حذف کردیئے لیکن ایسا کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ کوئی بھی لفظ حذف کرتے ہوئے یا تبدیل کرتے ہوئے متن کے معانی ومطالب پر اس کا اثر نہ پڑے۔اس میں انشاء نے حروف تہجی کے بیان میں جس جدت طرازی کا مظاہرہ کیا تھا مولوی عبدالحق نے اس میں بھی تبدیلی کی اور حروف تہجی کی مروّج صورت کو تصحیح شدہ متن کا جزو بنایا تاکہ مطالب کی تفہیم کو یقینی بنایا جاسکے کیونکہ انشاء کے مقرر کردہ حروف تہجی کے ذریعے جب مختلف حروف کو جوڑ کر لفظ بنائے جاتے تھے تو عبارت کے مفہوم کی تفہیم میں بے حد دقت پیش آتی تھی اس لیے صرف ونحو جیسے خشک موضوع کو عوام میں مقبول بنانے اور اس کا ابلاغ یقینی بنانے کے لیے اور قاری کو الجھن سے بچانے کے لیے مولوی عبدالحق نے حروف تہجی کی قدیم ہیئت کو ہی برقرار رکھا۔

''کھن ایک چھوٹا سا لفظ ہے اس کا تلفظ وہ اس طرح بتاتے ہیں 'با کم دماغی مفتوح باہمت بلندیکی گشتہ ونفاست ساکن بمعنی کا ہے'۔۔۔وہ ایک ایک لفظ کا تلفظ اس طریقے سے بتاتے ہیں تو پڑھنے والے کو سخت پریشانی ہوتی ہے اس لیے میں نے اس طریقہ کو بھی ترک کردیا ہے اور مروّجہ اور معمولی طریقہ کو اختیار کیا ہے تاکہ ناظرین کو سہولت ہو۔''[۹]

۱۹۳۵ء میں مولوی عبدالحق نے 'دریائے لطافت' کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جس کی انفرادیت یہ تھی کہ کتاب کی زبان تبدیل کردی گئی یعنی کتاب کے بہتر ابلاغ کے لیے اس کا سادہ، سلیس اور بامحاورہ اُردو میں ترجمہ کردیا گیا۔یہ ترجمہ مولوی عبدالحق کی ایماء پر پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی نے کیا اور مختلف مقامات پر مفید حواشی بھی لکھے۔ترجمہ کرتے ہوئے پنڈت صاحب نے 'دریائے لطافت' کے مطالب کی تقسیم کو بالکل تبدیل نہیں کیا البتہ انشاء نے 'دریا' کی رعایت سے 'جزیرہ' اور 'شہر' کے جو عنوانات قائم کیے تھے ان کی جگہ 'باب اور فصل' استعمال کیے ہیں۔اسی طرح 'دریائے لطافت' کا ۱۹۳۵ء کا ایڈیشن نو ابواب پر مشتمل ہے۔

'دریائے لطافت' کے لیے مولوی عبدالحق نے دو مقدمے تحریر کیے۔سترہ صفحات پر مشتمل مقدمہ 'دریائے لطافت' کی پہلی اشاعت (۱۹۱۶ء) کے ساتھ اور تین صفحات پر مشتمل مقدمہ ۱۹۳۵ء کے ایڈیشن میں شامل ہے۔مقدمہ طبع اول میں انشاء کے مختصر سوانحی حالات کے بیان کے ساتھ ساتھ انشاء کے کلام کے عنوان کے تحت ان کی

تصانیف کے نام بھی گنوائے گئے ہیں جب کہ 'دریائے لطافت' کا مختلف ابواب کے حوالے سے تفصیلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے اور آخر میں مولوی صاحب اس نتیجے پر پہنچے ہیں:

''اس سے پہلے کسی نے اُردو صرف ونحو اور تحقیق زبان پر اس اصول و ترتیب کے ساتھ کوئی کتاب نہیں لکھی تھی۔۔۔۔ (وہ) زبان کی تحقیق میں ایسے ایسے نکتے بیان کر گئے ہیں جنہیں پڑھ کر سید انشاء کی ذہانت، باریک نظری، زباندانی اور زبان فہمی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔''[۱۰]

مولوی عبدالحق نے 'دریائے لطافت' کی تدوین کرتے ہوئے اختلافات نسخ، حواشی، فرہنگ اور اشاریے کا التزام نہیں کیا۔ البتہ کتاب کے متن میں بعض مقامات پر تشریح اور اضافہ کرنے کی مولوی صاحب کی شدید خواہش تھی جسے وہ اپنی مصروفیات کی بنا پر پورا نہیں کر پائے۔

''بہت جی چاہتا تھا کہ کتاب کے آخر میں ان مقامات پر جن میں گفتگو، بحث اور تشریح کی گنجائش ہے کچھ لکھوں لیکن ہجوم کار سے اتنی فرصت نہ ملی اور یہ حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ اگر طبع ثالث کی باری آئی اور زندگی باقی رہی تو شاید یہ ارمان نکل جائے۔''[۱۱]

مولوی عبدالحق نے 'دریائے لطافت' کے متن میں بھی حذف اور اضافہ سے کام لیا ہے۔ مقدمے میں لکھتے ہیں:'' جابجا فحش کلمات بے تکلف استعمال کیے گئے ہیں اس لیے ان کے خارج کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی کیونکہ بعض اوقات مطلب خبط ہو جاتا تھا۔'' (مقدمہ، دریائے لطافت، ص ص)

انشاء نے 'دریائے لطافت' میں حروف تہجی کے نام بھی نئے ایجاد کیے تھے۔ نواب سعادت علی خاں جن کی فرمائش پر انشاء نے یہ کتاب لکھی ان کے اوصاف کی رعایت سے حروف تہجی کے نئے نام مرتب کیے۔ مثلاً 'ت' کو ترحم، 'خ' کو خداترسی، 'ژ' کو ژرف نگاہی، 'ک' کو کم دماغی، 'ہ' کو 'ہمت بلند' لکھا ہے۔ مولوی عبدالحق نے 'دریائے لطافت' کی تدوین کرتے ہوئے انشاء کے متعین کیے ہوئے حروف تہجی حذف کر دیئے اور حروف تہجی کی مروجہ صورت کو 'دریائے لطافت' کے تصحیح شدہ متن کا جزو بنایا اور مقدمے میں اس کا جواز پیش کیا کہ ''اس سے پڑھنے والے کو بڑی الجھن ہوتی ہے مثلاً 'کھن' ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ اس کا تلفظ وہ اس طرح بتاتے ہیں'' با کم دماغی مفتوح با ہمت بلندیکی گشتہ ونفاست ساکن بمعنی کا ہے'' اور چونکہ کتاب میں مختلف تقریریں اور مختلف بولیاں درج ہیں وہ ایک ایک

لفظ کا تلفظ اس طریقہ سے بتاتے ہیں تو پڑھنے والے کو سخت پریشانی ہوتی ہے اس لیے میں نے اس طریقہ کو بھی ترک کر دیا ہے اور مروج اور معمولی طریقہ کو اختیار کیا ہے تا کہ ناظرین کو سہولت ہو۔'' (مقدمہ، دریائے لطافت، طبع اول، ص ص-ع)

مولوی عبدالحق نے 'دریائے لطافت' کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں شائع کیا۔ اس متن کا سادہ اور بامحاورہ اُردو میں ترجمہ کر دیا گیا۔ یہ ترجمہ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی نے کیا اور مختلف مقامات پر مفید حواشی بھی لکھے، دیباچے میں لکھتے ہیں: ''میں نے ترجمے میں یہ کیا ہے کہ کتاب کے مطالب کی تقسیم کو توجوں کا توں رہنے دیا لیکن اصل فارسی کتاب میں دریا کی رعایت سے عنوانوں کے نام جو جزیرہ اور شہر وغیرہ کی شکل میں تھے ان کی جگہ صرف باب اور فصل استعمال کیے ہیں اور کسی قسم کا تصرف نہیں کیا گیا۔ حواشی کے سوا متن میں ضرورت پر خطوط وحدانی مستقیم کے اندر جو درج ہے وہ میرا ہے قوسین کے اندر کے الفاظ متن سے ماخوذ ہیں۔ پڑھنے والوں کو آسانی کی غرض سے میں نے یہ بھی کیا ہے کہ ایک فصل میں جہاں مضمون بدلا ہے یا موضوع کی اہم تفصیل وغیرہ وارد ہوئی ہے وہاں دو خطوں سے الگ کر کے سرخی دے دی ہے۔'' (مترجم کا دیباچہ، ص ق)

ڈاکٹر آمنہ خاتون نے 'دریائے لطافت' کے فارسی اور اُردو متن کا تقابلی مطالعہ کر کے پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی کے ترجمے میں بہت سی اغلاط کی نشان دہی کی ہے۔ بعض اغلاط ایسی بھی ہیں جن سے مصنف کا مفہوم خبط ہو جاتا ہے۔

> ''انشاء کی معرکہ آراء اور عدیم النظیر تصنیف 'دریائے لطافت' ہے انجمن ترقی اُردو۔۔۔ نے۔۔۔ اس کا اُردو ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ میں نے انشاء کے متعلق اپنا مطالعہ اسی ترجمہ سے شروع کیا تھا لیکن جیسے جیسے مطالعہ بڑھتا گیا انشاء کی لسانی قابلیت اور قواعد دانی۔۔۔ پر میرے شبہات بڑھتے گئے۔۔۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے اُردو ترجمے کا اصل فارسی سے مقابلہ کیا۔ 'دریائے لطافت' کے افہام و تفہیم میں اس ترجمے سے صد ہا مشکلیں پیدا ہوگئی ہیں۔۔۔ بہت سی فاش غلطیاں اس لیے پیش کر دی ہیں کہ 'دریائے لطافت' کے اُردو ترجمے کو پڑھ کر کوئی 'اُردو زبان کا محققانہ مطالعہ کرنے والا' یہ دھوکا نہ کھا جائے کہ وہ انشاء کی تحقیقات سے مستفید ہو رہا ہے۔'' [۱۲]

عبدالرؤف عروج نے ۱۹۶۲ء میں مولوی عبدالحق کی مرتب کی ہوئی 'دریائے لطافت' کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ ایک مترجم کی حیثیت سے متن پر مکمل توجہ دینے کی بجائے انہوں نے بھی اس کے متن کے کچھ حصوں کو حذف کرلیا۔

''اس کے بعد انشاء نے علم صرف پر بحث کی ہے۔ یہ ہمارے لیے ضروری نہیں ہے اس موضوع پر ہماری زبان میں صدہا کتابیں لکھی گئی ہیں۔ دریائے لطافت کا یہ حصہ اپنی حیثیت میں بڑی حد تک نامکمل اور ناتمام ہے۔ اس حصہ کا اطلاق ہماری موجودہ طرز تحریر وتقریر پر مشکل ہی سے ہوگا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔''[۱۳]

ان کا اصرار یہ ہے کہ

''مترجم نے جتنی باتیں نظرانداز کی ہیں وہ یقیناً اس قابل تھیں کہ انہیں نظرانداز کردیا جائے۔ محض اس وجہ سے کہ انہیں انشاء جیسے مسلم الثبوت صاحب کلام اور زبان داں نے لکھا ہے۔ اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا ایک گھناؤنی قسم کی روایت پرستی ہے۔ اس روایت پرستی کے باعث زبان نہ پھولتی ہے نہ پنپ سکتی ہے۔ اس کو آگے بڑھانے کے لیے ہمیں محض افکار عالیہ ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اجتہاد سے بھی کام لینا چاہیے۔''[۱۴]

کتاب کے اختتامیہ میں عبدالرؤف عروج نے مولوی عبدالحق کے اس دعویٰ کو بھی باطل قرار دیا ہے کہ 'دریائے لطافت' اردوصرف ونحو کی پہلی کتاب ہے۔ ان کی رائے میں 'دریائے لطافت' کی موجودگی سے پہلے 'دستورالفصاحت' کا وجود ملتا ہے۔

''یہاں مولوی عبدالحق سے یقیناً چوک ہوئی۔ ان سطور کے لکھتے وقت ان کے ذہن میں یہ بات مطلق نہیں رہی کہ کل کی ریختہ اور آج کی اُردو میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آج کی اُردو کا زیادہ تر سرمایہ عربی اور فارسی لغات کا پابند ہے اور وہ اپنے مزاج میں ہندی نژاد ہونے کے باوجود بڑی حد تک ترکیبی اور ہئیتی سطح پر فارسی کے قریب آ گئی ہے۔۔۔'دریائے لطافت' کے موضوع پر احمد علی یکتا نے بھی ایک کتاب 'دستورالفصاحت' کے نام سے لکھی تھی۔۔۔۔

اس کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ انشاء کی دریائے لطافت سے پہلے کی تصنیف ہے۔‘‘[۱۵]

لیکن مولوی عبدالحق کی تحقیق کے مطابق ’دریائے لطافت‘ ایک ہندوستانی کی لکھی ہوئی پہلی اُردو قواعد ہے۔ مقدمے میں انشااللہ خاں انشاء کے حالات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے اور ان کے لسانی شعور کی وضاحت کرنے کے بعد انہوں نے جہاں اس کتاب کی اہمیت کی طرف اشارے کیے ہیں وہاں ان کا زبان کی مزاج دانی کا شعور بھی قابل دید ہے: ’’سید انشاء اللہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربی فارسی زبان کا تتبع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت واصلیت پر غور کیا اور اس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہاں بھی زبان کی حیثیت کو نہ بھولے، علاوہ اس کے الفاظ ومحاورات کی تحقیق، بیگمات کی زبان اور ان کے محاورات، مختلف الفاظ کے تلفظ، مختلف فرقوں کے میل جول سے زبان پر جو اثر پڑا ان سب کو بڑے لطف سے ادا کیا ہے اور بعض نکات ایسے بیان کیے ہیں جن کی قدر وہی کر سکتے ہیں جنہیں زبان کا ذوق ہے۔‘‘ (مقدمہ دریائے لطافت، ص و)

اس مقدمے میں لسانی تحقیق کے ساتھ ساتھ مولوی عبدالحق کے لسانی شعور کی بھی عکاسی ہوتی ہے اور یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ مولوی عبدالحق اُردو زبان کے نہ صرف ایک بڑے محقق ہیں بلکہ زبان کے مزاج داں بھی ہیں۔

مذکورہ بالا طویل بحث کے بعد یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ’دریائے لطافت‘ اردو کی پہلی جامع اور مستند صرف ونحو کی کتاب ہے، جبکہ اس کی تلاش، تحقیق وتدوین، تعارف اور ترتیب کا سہرا مولوی عبدالحق کے سر ہے۔ مولوی عبدالحق نے محدود وسائل میں، مخصوص حالات میں بہت کم عرصے میں ایک بڑی تعداد میں دکنی ادب کے قدیم شعری ونثری متون کو تصحیح وترتیب کے بعد شائع کر کے اُردو زبان وادب کی تاریخ میں کئی صدیوں کا اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف تحقیق وتدوین کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کیا بلکہ دوسروں کو بھی اس کا احساس دلایا اور نئے کام کرنے والوں کے لیے خام مواد فراہم کر دیا۔ یقینی طور پر مولوی عبدالحق کا یہ وہ کارنامہ ہے جسے اُردو تدوین کی تاریخ میں کسی طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سید انشاء اللہ خان انشاء(۱۷۵۲۔۱۸۱۷ء) مرشد آباد (بنگال) میں پیدا ہوئے،لیکن دہلوی کہلاتے ہیں۔ان کی تعلیم وتربیت فیض آباد میں ہوئی،وہیں انھوں نے شاعری کی ابتدا کی۔سپاہیانہ زندگی کے طفیل چندسال بندیل کھنڈ میں بھی گزارے،لیکن عمر کا بیشتر حصہ فیض آباد اور لکھنو کے درباروں کے توسل میں گزارا۔ان کی شاعری میں لکھنوی عناصر کی مقدار زیادہ ہے۔'رانی کیتکی کی کہانی ،سلک گوہر، دریائے لطافت اور لطائف السعادت ان کی اہم نثری تصانیف ہیں۔انشاء نواب سعادت علی خان کے دربار سے کم و بیش دس سال وابستہ رہے۔بعد ازاں نا معلوم اسباب کی بنا پر نواب سعادت علی خان نے انھیں معزول کر دیا۔آخر عمر میں مجنوں ہوگئے۔۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲۔ یمین الدولہ نواب سعادت علی خان عرف مرزا منگلی ایک کنیز کےبطن سے تھے۔ان کی ولادت ۱۱۶۷ھ میں ہوئی۔ان کے والد نواب شجاع الدولہ کے انتقال کے بعد ان کے بھائی آصف الدولہ اودھ کے حکمران ہوئے،آصف الدولہ کی وفات کے بعد وزیر علی خاں مسند نشین ہوا تو انھوں نے اودھ کی حکومت کیلئے کوشش شروع کردی آخر ایک سال کے عرصے میں اپنی سعی میں کامیاب ہوئے،۱۷۹۸ء مطابق ۳ شعبان ۱۲۱۲ھ نواب سعادت علی خان کی تخت نشینی عمل میں آئی۔

۳۔ ڈاکٹر عابد پیشاوری:''انشاءاللہ خاں انشاءؔ''،اُردو اکادمی لکھنو،۱۹۸۵ء،ص ۵۵۰۔

۴۔ انشاءاللہ خاں انشاء:''دریائے لطافت'' مرتبہ مولوی عبدالحق،مقدمہ،ص ص،انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۳۵ء،طبع دوم۔

۵۔ انشاء اللہ خان انشاء''دریائے لطافت'' مرتبہ مولوی عبد الحق،مترجم: عبدالرؤف عروج، کراچی، آفتاب اکیڈمی،۱۹۶۲ء،ص ا۔

۶۔ ڈاکٹر عابد پیشاوری:''انشاءاللہ خاں انشاءؔ''،ص ۵۵۴۔

۷۔ انشاءاللہ خاں انشاء:''دریائے لطافت''،مرتبہ مولوی عبدالحق،ص ۸۔

۸۔ ایضاً،مقدمہ از مولوی عبدالحق،ص ۷۔

۹۔ ''دریائے لطافت''مقدمہ از مولوی عبدالحق،ص ع،(طبع اول)۔

۱۰،۱۱۔ ایضاً ص ت (طبع دوم)۔

۱۲۔ ڈاکٹر آمنہ خاتون، ''تحقیقی نوادر''، ص۱۳۲۔

۱۳۔ انشاء اللہ خاں انشاء، ''دریائے لطافت''، مرتبہ مولوی عبدالحق، مترجم: عبدالرؤف عروج، آفتاب اکیڈمی اُردو بازار، کراچی، ۱۹۶۲ء، ص۱۵۳۔

۱۴۔۱۵ ایضاً ص۱۵۹۔۱۵۵